مولانا راشد الحق سمیع

اٹھارویں آئینی ترمیم اور ملک وملت کا مقدر؟

عرصہ دراز کے بعد پاکستانی سیاستدانوں نے اٹھارویں آئینی ترمیم پارلیمنٹ کے دونوں ایوانوں سے پاس کرا کر کچھ نہ کچھ سیاسی بلوغت کا مظاہرہ کیا ہے۔ اٹھارویں آئینی ترمیم دراصل سابقہ آمر پرویز مشرف اور اسکے اتحادیوں کے ہاتھوں آئینِ پاکستان کو بازیچہ اطفال بنانے' اس کی اصل روح مسخ کرنے اور اسے اپنی خواہشات کے تابع بنانے سے اس کی اصل حیثیت گم ہوگئی تھی تو اسکی اصلاح کیلئے اٹھارویں آئینی ترمیم ضروری تھی۔ پرویز مشرف اپنے اقتدار کو پاکستان کی سالمیت کے لئے جز لاینفک سمجھتے تھے' آج اس کے اکثر قوانین بھی مٹ گئے اور خدا نے اسے خود بھی حرف غلط کی طرح پاکستانی سیاست سے ہمیشہ کیلئے مٹا دیا۔ اٹھارویں آئینی ترمیم سے جہاں کچھ نہ کچھ آئین میں ''تعمیر'' ہوئی ہے وہیں سیاسی جماعتوں نے اپنے اپنے مفادات کے حصول کے لئے کئی متنازعہ شقیں (تخریب) بھی اس میں شامل کرلی ہیں۔ جس سے مزید بحرانوں کا دروازہ کھل سکتا ہے اور ابھی سے سپریم کورٹ اور پارلیمنٹ کے درمیان ایک بڑی کشمکش کی چاپ صاف سنائی دے رہی ہے۔ الغرض ع میری تعمیر میں مضمر ہے اک صورت خرابی کی

نئی ترمیم گو کہ الفاظ وحروف کا ایک خوبصورت اور خوشنما باب کا اضافہ لگتا ہے اور اسکی منظوری پر حکمران خوشی کے شادیانے بھی بجا رہے ہیں۔ لیکن اس سے پاکستانی مظلوم قوم' بندہ مزدور کے اوقات اور انکے مستقبل پر عملی اثرات مرتب دکھائی نہیں دے رہے۔ ویسے بھی پاکستان میں قانون کا احترام اور آئین کا تقدس صرف عوام کیلئے ہی ہے۔ البتہ نااہل حکمرانوں' کرپٹ سیاستدانوں اور طبقہ امرا کیلئے اس کی حیثیت ہمیشہ صرف کاغذ کے ایک پرزے کی سی رہی ہے' ہمیشہ حکمرانوں نے اسے اپنے لئے موم کی ناک بنائے رکھا اور موجودہ حکمران بھی اسے درخور اعتناء نہیں سمجھتے۔ آئے روز حکمران آئین پاکستان اور عدلیہ کے احکامات کی دھجیاں ہواؤں میں اڑاتے رہتے ہیں۔ دنیا کی کئی اقوام کتاب ہستی سے صرف اس لئے مٹ گئی تھیں کہ انہوں نے عدل وانصاف اور قانون کے مختلف ترازو بنا رکھے تھے۔ خواص کے لئے کچھ اور قوانین تھے اور عوام الناس کیلئے کچھ اور۔ حالانکہ دستور وآئین کسی بھی معاشرے کی تعمیر وترقی اور اس کی بقاء کیلئے بنیادی اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ مغربی اقوام نے اس لئے ترقی کی کہ انہوں نے خواص اور عوام دونوں کے لئے یکساں قوانین بنائے۔ مغرب کا طاقتور سے طاقتور حکمران اپنی قوم اور قانون کو جواب دہ ہوتا ہے۔ پھر کئی ترقی یافتہ

ممالک کے ہاں تو آئین انتہائی مختصر ہوتا ہے (زلفِ یار کی طرح طویل اور ضخیم نہیں جیسا کہ ہمارے ہاں ہے) اور ایک ملک میں تو غالباً آئین دستاویز کی صورت میں مرتب بھی نہیں۔ لیکن پھر بھی اُن معاشروں میں آئین شکنی اور عدل و انصاف سے پہلوتہی کرنا تقریباً ناممکن ہے۔ بعض ناقدین اٹھارویں ترمیم کو بھی عوام کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے مترادف قرار دیتے ہیں۔ عوام الناس کے اصل مسائل کا تعلق تو امن وامان گے قیام خودداری اور حمیت اسلامی اصولوں کے ساتھ زندہ رہنے اور دووقت کی نانِ جویں کی بسر اوقات سے ہے۔ انہیں آئینی ترامیم کیا دیتی ہیں؟ حکمران انہیں امن تک نہیں دے سکتے۔ موجودہ حکمرانوں نے تو مہنگائی کے باعث ان کے منہ کے نوالے بھی چھین لئے ہیں۔ بجلی کا ایسا بحران ملک میں برپا ہے کہ پوری دنیا میں اس جیسی بدترین مثال پیش کرنے کو نہیں مل رہی۔ صوبہ سرحد اور خصوصاً اکوڑہ خٹک میں بیس' اکیس گھنٹے کی لوڈ شیڈنگ ہورہی ہے۔ جس کے باعث کاروبار زندگی سو فیصد تباہ ہوگیا ہے۔ غریبوں کے گھروں اور جھگیوں میں چراغ بھی جلنے سے قاصر ہیں۔ انہیں اٹھارویں آئینی ترمیم کی ''بشارتوں'' ''مبارکبادوں'' سے کیا سروکار؟ ان کے پیٹ رزق سے خالی اور ہاتھ ہنر کے باوجود شل ہوگئے ہیں۔ دہشت گردی اور غلامانہ پالیسیوں کے نتیجے میں بم دھماکوں کی ایسی کالی آندھیوں کا انہیں سامنا کرنا پڑ رہا ہے جس کے سامنے افغانستان اور عراق بھی کچھ نہیں۔ وطن عزیز کا آنگن لاشوں سے اَٹا پڑا ہے۔ سسکیوں اور آہوں نے عرش بریں کا سینہ بھی شق کردیا ہے۔ لیکن بدبخت حکمرانوں کو مظلوم عوام کی چیخ وفغاں سے کیا سروکار؟ انہیں صوبہ کے نام کی تبدیلی کی خوشی میں جشن منانے اور سرکاری سرپرستی میں مجرے کرانے سے فرصت کہاں؟ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ صوبے کا نام چاہے ''جہنم'' رکھ دو لیکن ان کے حقوق پامال مت کرو صرف انہیں قرینے سے زندہ رہنے دو۔ اگر صوبے کا نام تبدیل ہو بھی گیا تو عوام کو کیا حاصل ہوا؟ پختونوں کو تشخص دینا تو ہر حال میں ضروری تھا لیکن اگر یہ قیام پاکستان کے وقت دیا جاتا تو زیادہ بہتر تھا۔ ایک لسانی جماعت نے اسے اپنی سیاست چمکانے کیلئے یہ ایشو ہمیشہ استعمال کیا اور زرداری صاحب نے اپنے مفادات کیلئے بہت ہی نازک وقت میں یہ نام بلیک میلنگ کے نتیجے میں اے این پی کو دے دیا۔ لیکن اس سے پورے ملک میں افراتفری' عصبیت' لسانیت کے بگولے اٹھنے لگے اور کئی طرح کی بولیاں بولی جانے لگی ہیں۔ پاکستان کو مزید کمزور کرنے کی کئی سازشیں اُبل پڑی ہیں۔ ان حالات میں حکمرانوں سے یہی گزارش ہے کہ وہ اپنے اپنے مفادات کے بجائے ملک وملت کے مفادات کو ترجیح دیں' عوام کو مزید بیوقوف نہ بنائیں کہ ان بیچاروں کے پاس اب زندہ رہنے کے لئے گنی چنی چند ٹوٹی سانسیں ہی بچی ہیں' ایسا نہ ہو کہ سیاستدانوں کو اپنے لئے ووٹ مانگنے کے لئے کل قبرستانوں کی خاک چھاننی پڑے۔

ے مرے وطن کی سیاست کا حال مت پوچھو گھری ہوئی ہے طوائف تماش بینوں میں